فقیر قادر بخش بیدلؔ

جناب لطف اللہ بدوی

فقیر قادر بخش بیدل روہڑی سرزمین سندھ کے ان ممتاز بزرگوں میں سے ہیں، جن کا علم و عرفاں کی دنیا میں بہت بلند مقام تسلیم کیا جاتا ہے۔ معقولات اور منقولات ہر دو پر آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی سندھ کے مردم خیز خطہ روہڑی میں آپ سال ۱۲۳۰ھ میں متولد ہوئے آپ کے والد بزرگوار فقیر محمد محسن بڑے دیندار اور متقی شخص گزرے ہیں۔ وہ قادری طریقے میں روہڑی کے ایک بزرگ سید جان اللہ شاہ ثانی عاشق سے بیعت تھے۔ موصوف سید جان اللہ شاہ اول "میر" کے اولاد میں سے تھے، جو شاہ عنایت اللہ شہید کے مقتدر خلفاء میں سے تھے روایت ہے کہ فقیر قادر بخش بیدل کا ایک پاؤں پیدائش کے وقت کچھ مڑا ہوا تھا۔ شاہ جان اللہ ثانی کی خدمت میں جب باپ اپنے نوزائیدہ بیٹے کو دعا کے لئے لائے تو حضرت نے بچے کے پاؤں کو مڑا ہوا دیکھ کر سندھی میں فرمایا۔ هن کي بندو نه چئو هي ر و هڙي جو جهنڊو ٿيندو۔ یعنی اس کو لنگڑا نہ کہو یہ روہڑی کا جھنڈا ہوگا۔ آخر سید صاحب کی دعا کام کر گئی۔ چنانچہ آگے چل کر یہ بچہ روہڑی کیلئے افتخار کا باعث بنا۔

صغیر سنی ہی میں فقیر قادر بخش بیدل نے قرآن پاک حفظ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں مختلف استادوں سے علوم متداولہ حاصل کرنے لئے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ تو آپ اپنے وطن مالوف میں درس دیتے رہے۔ لیکن فقیر قادر بخش بیدل اچانک سب چھوڑ چھاڑ کر حضرت شہباز قلندر کے مزار کی زیارت کے لئے سیہون چل پڑے اور وہاں کافی عرصہ معتکف رہے آپ کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس درگاہ عالی سے روحانی فیض حاصل ہوا۔ اور طریقہ اویسیت میں داخل

ہو گئے۔ سیون کے اقامت کے زمانے میں آپ نے شعر و شاعری کی طرف توجہ کی اور اپنے لئے بیدل تخلص اختیار کیا سب سے پہلے قلندر شہباز کی مدح لکھی۔ اس مدح سے آپ کے اولیت کے طریقہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

ولامت ڈر ز ہولِ روز محشر
پکڑ لے دامنِ ابنِ پیمبر
شہے شاہانِ عرفاں دین پرور
قطب ارشاد عشاقوں کا رہبر
مرا مرشد مکمل ہے قلندر
حسینی حیدری سلطان سرور

سیون سے واپسی پر کچھ زمانہ تو آپ نے سیر و سیاحت میں گزارا بعد میں اپنے وطن روہڑی میں مستقل اقامت اختیار کر لی وہاں آپ تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے اور مکروہات دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔ اگرچہ آپ کی زندگی میں ہی آپ کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی لیکن آپ نے اسے چنداں اہمیت نہ دی اور گوشہ نشینی ہی کو ترجیح دی اور ہمہ تن عبادت الٰہی میں مصروف رہے آپ نے ۱۲۸۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی اکثر تصنیفات فارسی نظم و نثر میں ہیں۔ لیکن فارسی کے علاوہ عربی، سندھی، اردو اور سرائیکی میں آپ کا کافی کلام موجود ہے۔ آپ کی تصنیفات کی مکمل فہرست حسب ذیل ہے۔

فارسی تصنیفات

سند الموحدین (نثر) تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب (نثر) پنج گنج (نثر) انشائے قادری۔ قرۃ العینین فی مناقب السبطین (نثر) وصیت نامہ (نثر) لغت میزان طب فی بطن احادیث صحاح ستہ (نثر) دیوان منہاج الحقیقت (نظم)، دیوان سلوک الطالبین (نظم)، دیوان مصباح الطریقت (نظم) مثنوی ریاض الفقر۔ مثنوی نہر البحر۔ مثنوی دلکشا۔ تواریخ رحلت ہائے رجال اللہ (نظم) ظہور نامہ در تصوف بہ نغمہ انا الحق (نظم) رموز القادری (شرح قصیدہ غوثیہ) رموز العارفین (نظم) بہیر درانجو۔ منتخب قصہ لیلیٰ و مجنوں۔ عقائد۔ خطبات جمعہ۔

عربی تصنیفات

فوائد المعنوی

اردو تصنیفات

دیوان بیدل وقطعات

سندھی وسرائیکی تصنیفات

سرود نامہ (ابیات) کافیات وغزلیات

فقیر بیدل کثیر التصانیف تھے۔ آپ کی تصانیف کا زیادہ حصہ تصوف اور عقیدہ وحدت الوجود کے نظریہ سے متعلق ہے۔ لیکن ان کی "مثنوی دلکش" میں کچھ اور ہی رنگ نظر آتا ہے۔ یہ مثنوی ذکر الٰہی کے فوائد کے بیان میں لکھی گئی ہے۔ اس مثنوی کے عنوانات قرآن مجید کی آیتوں اور احادیث سے لئے گئے ہیں گویا مصنف نے ان آیتوں اور احادیث کی تشریح اور توضیح کی ہے۔ چونکہ ذکر الٰہی تمام عبادتوں کا لب لباب ہے۔ اس لئے بیدل نے ایک علیحدہ تصنیف میں ذکر کے اہمیت کی وضاحت کی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ "جب لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو انہیں دنیا کی اس ساعت کے سوا جو خدا کے ذکر کے بغیر گزری ہے اور کسی بات کی حسرت نہ ہوگی" بیدل اپنی مثنوی کی ابتدا اس شیریں حقیقت کے انکشاف سے کرتے ہیں:-

حمد محبوبی کہ ذکرش دلکش است — باعث تفریح طبع جانفزاست
جانفزائے طالبان ذکر حق است — خوش بگیر آں را کہ فیض مطلق است
فیض مطلق یاد مولے آمدہ — یادش از ہر کار اولےٰ آمدہ

اس مختصر سی تمہید کے بعد قرآن مجید کی ایک آیت یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرًا کثیرا وسبحوہ بکرۃً واصیلا کو عنوان قرار دے کر اس کی تشریح پیش کرتے ہیں

آمدہ لاریب در مصحف مجید — اُذکروا ذکراً کثیرا لیس پدید
پس پدید آمد کہ حق فرماں داد — مومناں را گفتہ شما قوم رشاد
اُذکروا اللہ ذکر ہمید بے شمار — در غم وشادی نہاں و آشکار
چند این است از خدائے بے نظیر — با خدا خوگیر و با خود خو مگیر

ذکر اکثیراکی اس سے بہتر اور کیا تشریح ہو گی۔

حدائق الاخیار کے مصنف اسی حقیقت کو اس طرح پیش کرتے ہیں۔

ترا ایک پند بس درہر دو عالم — کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم
اگر تو پاس داری پاس انفاس — بسلطانی رسی آخر ازیں پاس

ذکر کی اہمیت کے بعد قرآن حکیم کی آیت واذکر ربك فی نفسك تضرعاً وخیفةً ودون الجهر بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین کو عنوان بناکر اس کی تشریح کی ہے۔ اس تشریح میں بتایا گیا ہے کہ ذکر کس طرح احسن ہے اور اس سے کیا فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔

ذکر کن پروردگار خویش را — مرہم کافور بر نہ ریش را
نسخہ ایں مرہم مجرب آمدہ — صد ہزاراں ریش ہازاں بہ شدہ
ذکر خفیہ مرہم ایں ریش شد — ہر کہ باخود بود زو بے خویش شد

اکثر بزرگوں نے ذکر کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ لسانی اور قلبی، لسانی اور قلبی میں یہ اہم تفاوت ہے۔ کہ جہاں لسانی عوام کا ذکر ہے وہاں قلبی خواص کا ذکر ہے جس کو فقیر بیدلؔ ذکر خفی سے یاد کرتے ہیں قرآن حکیم کا ارشاد بھی ذکر خفی کے لئے ہے نہ کہ ذکر جلی کے لئے۔ ذکر خفی کے ساتھ تضرع وزاری بھی ہونی چاہیئے۔ بیدل خشیت الٰہی کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں۔

ایں تضرع چیست فکر نفی تن — خطرۂ ایجاد را برہم زدن
صرف کن انفاس خود در ذکر ہُو — با تضرع خفیہ اے مردانہ خو
لا برائے نفی ایں ہستی تست — نفی ہستی لا بعد ستی تست
چوں شوی سرمست زیں جام خفی — بر دولت پیدا شود کام خفی

ز مہر پر فکر را خورشید ذکر
جنبشی بخشد سوی اصحاب ذکر

فقیر بیدل اس ذکر کو جس میں تضرع وزاری ہے، فکر تن کے لئے نفی کے مترادف سمجھتے ہیں حقیقت میں ذکر سے قلب میں خشیت الٰہی کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے۔ نفسانی خواہش صاحب ذکر سے

آہستہ آہستہ ہٹ جاتی ہیں تن پروری کی ہوس معدوم ہو جاتی ہے اور مرد مومن کو یہی یک خصوصیت برتر اور بلند مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ علامہ اقبال اس حقیقت کو اس طرح پیش کرتے ہیں۔

در جہاں آغاز کار از حرف لاست　　این نخستین منزل مرد خداست

ملتے کز سوز او یک دم تپید　　از گل خود خویش را باز آفرید

فقیر بیدل علامہ اقبال سے آگے چل کر یوں ہمنوا ہو جاتے ہیں۔

ذکر را با فکر ہر کو کرد جفت　　گرد خطرات از حریم دل برفت

ذکر جاروب حریم سینہ است　　دفع ساز گرد جہل و کینہ است

اس باب کے بعد تیسرا باب ارشاد الٰہی ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ" سے شروع ہوتا ہے۔ من اعرض کی تشریح جناب بیدل نے بڑے حکیمانہ اور عالمانہ انداز میں کی ہے اور اس اعراض سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ پر از نصائح بھی ہیں اور دانشمندانہ بھی۔ فرماتے ہیں۔

گفت حق ہر کس کہ اعراض آورد　　یعنی از ذکرم تمتع کم برد

تنگ گردد بہر او راہ معاش　　در غم و اندوہ باشد ابتلاش

این معیشت را دو معنی ظاہر ست　　بطن قرآں پیش عارف باہر ست

معنی لفظ معیشت شد معاش　　این معاش آمد ز ہیچ عقل فاش

لیک پیش عارفاں ذوق دل ست　　وین تنعم ذاکراں را حاصل ست

شاغل ذکر است صاحب ذوق دل　　روح او با قرب حق شد متصل

اتصالی یافت جزوے او بکل　　رو بخشش گردید در بو خویش گل

ذکر کن انفاس خود ضائع مساز　　رو مگرداں زیں چنیں ناز و نیاز

این وجود تست اندک چیز کے　　ہیچ ہیچ پشت شوکت کاوس و کے

دہ ز دست این کار آں در کف بیار　　تا عوض یک دی بہ بینی صد بہار

یہی حقیقت خواجہ شمس تبریزی نے اپنی مشہور تصنیف مرغوب القلوب میں قلمبند فرمائی ہے۔

اگر دنیا و عقبیٰ پیش آید　　نظر کردن دلاں ہر گز نشاید

چو گردد جان معطل از غیر حق پاک | رسد در عالم لاہوت بیباک
در آں منزل چہارم جہت جوئی | نباشد جا خطا جو گفتگوئی
مقام قرب منزل بے نشان است | بجز کون و مکاں دیگر جہان است

اس باب کے بعد جو عنوانات آتے ہیں وہ احادیث سے ماخوذ ہیں اور یہ حدیث بطور عنوان دی گئی ہے۔
عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہٗ کمثل الحی والمیت (متفق علیہ) اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں:۔

گفت آں سلطان ملک بے نشاں | رونق افزائے تخت گاہ لامکاں
تاج فرق انبیاء و مرسلیں | پیشوائے اولیائے اہل دیں
شاہباز آشیان کبریا | سجدہ گاہ جان جملہ اصفیا
خاتم پیغمبراں شاہ رسل | ہادی سبل حقیقت بے بدل
ہر کہ در ذکر خدا شاغل بود | غوطہ زن آں بحر بی ساحل بود
زندہ ماند با حیات طیبہ | متصف با وصف سبحانی یکہ
آنکہ از ذکرش بود غافل جان او | دور ماند از رتبہ عرفان او
گوئیا او مردہ ہست و بے خبر | از مدارج عالم جاں چوں حجر

حضرت فقیر بیدل کے تخیل کی بلند پروازی اپنی جگہ پر ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان اشعار کی فصاحت اور جزالت نے مصنف کو سندھ کے فارسی گو شعراء کے صف اول میں لا کھڑا کیا ہے۔ نظم کی روانی دیکھنے کے قابل ہے۔ تصنیف میں جہاں سنجیدہ اور متین مقام آتے ہیں وہاں زیادہ عذوبت اور شیرینی نظر آتی ہے۔ اس حلاوت سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس باب سے کچھ زیادہ اشعار پیش کر رہا ہوں

ذاکر حی است غافل میت است | مردہ شد کو جاہل از ماہیت است
ذکر مولیٰ باعث دل زندگی ست | مایۂ آزادی و فرخندگی ست
ترک ذکر آمد وبال جانہا | بل کسوف نور ایمانہا
ترک ذکر آمد کسوف نور دل | انہدام خانۂ معمور دل

ترک ذکر آمد بمعنی نیخ جاں | کُدئ باطن فسرواند بیگاں
ذکر کن پیوستہ اے مرد خدا | تا نمانی از حیات جاں جدا

اسی طرح احادیث نبوی کے عنوانات کے تحت تین مزید بابوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ترمذی کی اس حدیث

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا
قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر۔

کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

گوش دار اے مومن والا نژاد | منطق مصدوق سلطان رشاد
خسروے ملک رسالت شاہجہاں | مید ہد فرماں شمارا مومناں
چوں گذر آرید بر باغ بہشت | وا چرید آنجا بدیں تعلیم سرشت
عرض کردند آں صحابہ با ادب | در حضور حضرت محبوب رب
کاے کلام تو کلام کردگار | در عمل ما از جہالت مبتلا ر
باد گو تاویل گلزار جناں | غنچۂ دل راچوگل زو بشگفاں
در جواب آں عنادل خوش لقا | غنچہ لب راکشاد آں دلکشا
گفت اے یاراں مراد از بوستاں | حلقۂ ذکر است مرتع دوستاں
حلقہ ہائے ذکر باغہائے خلد | مید ہد آرام چوں جائے خلد

احادیث نبوی کے بعد حضرت فقیر بیدل مولانا رومی کی مثنوی سے استفادہ کرتے ہیں اور ان کے مندرجہ ذیل اشعار کو اپنی بصیرت افروز مثنوی میں بطور عنوان پیش کرتے ہیں:۔

قال العارف رومی قدس سرہٗ العزیز

اذکر اللہ شاہ ما دستور داد | دید اندر نار ما را نور داد
ایں قبول ذکر تو از رحمت است | چوں نماز مستحاضہ رحمت است

با نماز او بیالودہ است خوں
ذکر تو آلودہ تشبیہ و چوں

رومی کے ارشاد کی اس طرح تشریح فرماتے ہیں۔

عارف رومی سراج العارفین ذکر را فرمود تحریص ہبین
گفت دستورے بادہ فوز الجلال بندگان خویش را بہر کمال
اذکروا اللہ را حیان فرمان دلو گنج رحمت در میان ما نہاد
داد دستورے کہ تا یادش کنیم آب رحمت حق بریں آتش زنیم
نار مخفی را کہ آں حرص وہواست نور حق بنشاند اے جویندہ راست
ذکر نور آمد بزن بر نار خود تا شوی آگاہ از اسرار خود
آں نماز مستحاضہ چوں رواست ذکر ملولی بخطرہ کے رواست
ترک ذکر آمد خطا ہشیار باش خواب غفلت تا بکے بیدار باش
آں نمازے او بخوں آلودہ است ذکر و فکرت ہم بر چوں آلودہ است
مستعد نا مستعد کن ذکر حق تا بتو رحمت کند رب الفلق
مستعد نا مستعد در ذکر کوش تا ز خواب غفلت آرندت بہوش

مستعد نا مستعد در ذکر باش
جہد کن غافل مباش اے خواجہ تاش

یہاں فکر اور تخیل کا ایک دریائے موجزن نظر آتا ہے حرف اور صوت کی صورت میں نور الٰہی کی کائنات پر بارش ہو رہی ہے۔ سندھ کے اس عظیم مفکر سے کتنی بے اعتنائی برتی گئی ہے وقت آگیا ہے کہ ہم اس غلطی کی تلافی کریں اور اس فراموش شدہ شخصیت کی یاد کو تازہ کریں۔ مثنوی دلکشائیں جہاں رومی اور حافظ کے کلام سے استفادہ کیا گیا ہے، وہاں حضرت فقیر بیدل نے سندھ کے زندہ جاوید مفکر اور شاعر عبداللطیف بھٹائی کے کلام کی بھی تشریح کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

قال سلطان العاشقین حضرت شاہ بھٹائی قدس سرہٗ

سڈن ٿي سڈڙا مد مين رلاھ
مان ڪا ھوڪ سنداه ڪو ھيا ڀيعن پوي

(ترجمہ) دے صدائیں بہ صدا شاید کہ نیر آسماں دوست کے کانوں سے گزرے تیرے یہ آہ و فغاں

آں سرآمد عارفان و شاہ عشق — رہبر عشاق حق در راہ عشق
موجہائے منطقش دریائے راز — بیت بیتش ساغر صہبائے راز
بیت اونے بیت بل اقلیم وجد — مومن توحید را تسلیم وجد
حرف حرفش سربسر سوز و گداز — لفظ لفظِ او حقیقت خوش مجاز
گر تو آری بر زباں اسم شریف — عبد را گرداں مضافی بر لطیف
شاہ شاہاں صدر آرائے الست — بہر فرطِ شوق ما فرمودہ است
کاے طلبگار وصال لایزال — گاہ بیگہ از تشوق دل نہال
دمبدم میخواں بجاں محبوب را — با ہزاراں رغبت آں مرغوب را
ہست در تنزیل ادعو ربکمُ — از صدا وادن مشوکم محترم
ہر نفس می نال کیں نالیدنی — روح را بخشد زہی بالیدنی
نالہائے تو نباشد رائیگاں — عاقبت افتد بگوش دلستاں
نالۂ مضطر قبولِ دلبر است — شاہدش آمد یجیب المضطر است

نالہائے ذکرِ جانِ دردمند
حق تعالےٰ را ہمی آید پسند

کیا آیہ شریفہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ کی اس سے زیادہ عارفانہ تفسیر ہو سکتی ہے سندھ کا یہ خوش نوا مفکر اور شاعر فراموش کئے جانے کے لائق نہیں قدرت نے جو علم اور فضل کا تاج اس کے سر پر رکھا ہے وہ غیر فانی ہے اور ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ کاش ہم اس سے استفادہ کر سکیں۔